جماعت دہم   نمبر ۱۶۔

نظم ''پہاڑ اور گلہری''   از ڈاکٹر سر محمد اقبال

علامہ اقبالؔ کا شمار اردو کے بلند ترین شاعروں اور مفکروں میں ہوتا ہے۔ آپ 9 نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کو بچپن سے ہی شاعری کا شوق تھا کیونکہ آپ میں علمی، ادبی اور فنی شاعرانہ خوبیاں موجود تھیں۔ حُب الوطنی کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اقبالؔ اردو کے سب سے بڑے فلسفی شاعر ہیں۔ آپ کی شاعری میں عمل کا پیغام ملتا ہے۔ آپ بے عمل کو موت کے برابر سمجھتے ہیں۔ آپ کے خیال میں زندگی اصل میں مسلسل آگے بڑھنے کا نام ہے۔

اقبالؔ نے بچوں کے لئے جو نظمیں لکھی ہیں ان میں ''بچے کی دعا'' ''قومی ترانہ'' ''ہمدردی'' ''پہاڑ اور گلہری'' ''جگنو'' ''پرندے کی فریاد'' اور ''ماں کا خواب'' وغیرہ بہت مقبول ہوئیں۔ ان نظموں کے ذریعے اقبالؔ نے بچوں میں بلند خیالی، ایمانداری، سچائی، بھائی چارہ، انصاف پسندی، ہمدردی، انسانی جذبہ، مِل جل کر ساتھ رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے جیسی صفات پیدا کی ہیں۔

علامہ اقبالؔ کے اردو کلام کے مشہور مجموعے ''بانگ درا'' ''بالِ جبریل'' اور ''ضربِ کلیم'' ہیں۔ آپ کی ادبی اور فنی شاعرانہ خوبیوں نے آپ کو فضیلت بخشی۔ آپ کا کلام ذوقِ عملی، یقینِ محکم، خلوص و محبت اور انسانیت کے جذبات سے بھرپور ہے۔ آپ الفاظ کی تہوں میں معنی کے دریا بہا دیتے ہیں۔ آپ کی قادر الکلامی کے سبب آپ کو شاعرِ مشرق کہا جاتا ہے۔ آپ کی کئی کتابیں اردو کے علاوہ فارسی اور انگریزی میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کی شاعری کے ترجمے دنیا کی بہت سی زبانوں میں کئے گئے ہیں۔

خلاصہ

اس نظم کو اقبالؔ نے پہاڑ اور گلہری کی گفتگو میں پیش کیا ہے۔ ایک دن پہاڑ نے گلہری سے کہا تو اتنی چھوٹی ہے اور اس پر اتنا گھمنڈ ہے۔ اپنے آپ کو سمجھدار، باشعور، تمیز دار اور عاقل سمجھتی ہیں۔ یہ خدا کی بڑائی ہے کہ تمہیں کسی قابل بنایا ہے۔ تمہیں شرم سے پانی میں ڈوب مرنا چاہیے۔ میرے سامنے تیری کوئی حیثیت ہی نہیں۔ میری شان و شوکت کے سامنے اتنی وسیع زمین بھی پست ہے۔ تیرا اور میرا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ مجھے خدا نے وہ بلندی

عطا کی ہے جو دنیا میں کسی کو نہیں دی۔ تمہاری تو بات ہی نہیں۔ تمہاری ایسی قسمت کہاں؟ پہاڑ کی یہ باتیں سُن کر گلہری نے جواب دیا۔ سوچ سمجھ کر بات کرو۔ ہوش سے کام لو اور اپنے دل سے یہ خیالات نکال کہ خدا نے تمہیں بڑائی عطا کی ہے۔ مجھے چھوٹا ہونے کا کوئی غم نہیں ہے۔ دنیا میں قدرت نے اپنی دانائی سے ہر چھوٹی بڑی چیز کو بنایا ہے۔ ہر ایک چیز کی اپنی اپنی افادیت ہے۔ اگر چہ خدا نے تمہیں دنیا میں سب سے بڑا بنایا ہے لیکن مجھ جیسی خوبی تم کو نہیں بخشی ہے۔ خدا نے مجھ کو آسانی سے درخت پر چڑھنے کی صلاحیت عطا کی ہے اور تم ایک قدم بھی نہیں ہل نہیں سکتے ہو تم میں ایک خوبی ہے کہ بڑائی عطا کی ہے۔ اتنا بڑا ہو کر ذرا ایک سپاری ہی توڑ کر دکھاؤ۔ یہ دنیا ایک کارخانے کی مانند ہے اور اس کارخانے میں کوئی بھی چیز فضول نہیں بنائی گئی ہے۔

الفاظ	معنی	جملے
شعور	سمجھ	ہمیشہ اپنے شعور سے کام لینا چاہیئے
ناچیز	معمولی	دل میں ندامت کا جذبہ رکھنے والا اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا ہے۔
باتمیز	تمیزدار	باتمیز بچے ہر دل میں جگہ کر لیتے ہیں۔
بساط	حیثیت	ہمیں اپنی بساط کے مطابق پاؤں پھیلانے چاہیئے۔
پست	کم درجہ	خدا کی نظروں میں کوئی پست نہیں ہوتا ہے۔
آن بان	شان وشوکت	بادشاہ بڑی آن و بان سے دربار میں داخل ہوا۔
حکمت	دانائی	خدا نے دنیا اپنی حکمت سے وجود میں لائی ہے۔
نری	صرف	کامیاب امیدواروں کو ہی نری انٹرویو کے لئے بلایا گیا ہے۔
ہنر	فن	ہر انسان کو کوئی نہ کوئی ہنر سیکھنا چاہیئے۔
نکمی	بیکار	دنیا میں کوئی بھی چیز نکمی نہیں بنائی گئی ہے۔

جوابات:۔

نمبر ا۔ پہاڑ نے گلہری سے چھوٹا ہونے پر طعنہ دے کر ڈوب مرنے کو اس لئے کہا کیونکہ پہاڑ کی بڑائی کے سامنے گلہری ایک حقیر اور ادنیٰ جانور ہے۔ اس لئے اسے شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے۔

نمبر۲۔ گلہری نے پہاڑ کو یہ جواب دیا کہ اپنے دل سے یہ گمان نکال کہ خدا نے تمہیں بڑائی عطا کی ہے۔ جو ہنر مجھے نصیب میں ملا ہے وہ ہنر تم کہاں سے لاؤ گے؟ دنیا میں ہر چھوٹی بڑی چیز کو الگ الگ خصوصیت بخشی گئی ہے۔ تم ایک قدم بھی نہیں ہلا سکو گے جب کہ میں درخت پر آسانی سے چڑھ سکتی ہوں۔ دنیا میں کوئی بھی چیز بیکار نہیں بنائی گئی ہے۔

نمبر۳۔ پہاڑ نے اپنی بڑائی میں یہ کہا کہ مجھے بلند و بالا بنایا گیا ہے۔ اتنی وسیع و عریض زمین بھی میرے سامنے پست ہے۔ مجھے شان و شوکت بخشی گئی ہے۔ میری بڑائی کا دنیا میں مقابلہ ہی نہیں اور تمہاری تو بات ہی نہیں۔

نمبر۴۔ قدرت کے اس کارخانے میں چھوٹی بڑی چیزیں بنائی گئی ہیں۔ ہر چیز کی اپنی اپنی خوبی ہے، اپنی اپنی صلاحیت ہے، اپنی الگ افادیت اور اپنی الگ پہچان ہے۔ جب انسان ان چیزوں پر غور کرتا ہے تو ان میں قدرت کی حکمت کا پتا چلتا ہے۔

نمبر۵۔ گلہری خدا کی مدد سے پہاڑ پر چڑھ سکتی ہے جب پہاڑ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا ہے۔ گلہری اخروٹ، بادام، سپاری وغیرہ کو توڑ سکتی ہے جب کہ پہاڑ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

مرکزی خیال:۔

نظم ''پہاڑ اور گلہری'' کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دنیا میں کسی بھی چیز کو دوسری چیز بھی برتری حاصل نہیں ہے۔ ہر چیز کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ دنیا کے اس کارخانے میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے۔ شاعر نے اس نظم کے ذریعے اونچ نیچ کی تفریق کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔